ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8 No.1 2024

مطالعہ مغرب؛ استفادہ کا طریقہ کار علامہ ڈاکٹر یوسف قرضاویؒ کے منہج واستدلال کا تجزیاتی مطالعہ

STUDY WEST; ANALYTICAL STUDY OF ALLAMA DR. YUSUF QARADAWI'S METHOD OF UTILIZATION

***ڈاکٹر عبد الغفار**

اسسٹنٹ پروفیسر / HOD, شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

****محمد شفیق خان**

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

***ABSTRACT**:*

Allama Dr. Yusuf Qaradawi is such a thinker of the present age who was blessed by Allah Almighty with many attributes at the same time. He was a theologian, researcher, mujtahid and historian at the same time. He analyzed Western civilization with moderation and balance. When you explained the merits of Islamic civilization, instead of analyzing Islamic nihilism in an emotional way, you understood the thought and philosophy of Western civilization well and then presented your opinion. Analyzed the values of these civilizations. Examined the aspects of Islamic civilization that make it a universal and universal and eternal civilization. They descended into his soul. You examined these values in the historical context and what role Islamic values played in the evolution of human life in different periods of history. What is the relationship and relationship of this civilization with the demands, problems and requirements of human life. He analyzed the role of this civilization in promoting good and encouraging it and discouraging evil. In the same way, he also analyzed the Western civilization on the same lines with the view of reality. But nowhere did he leave the foot of moderation and balance. Allama Sahib's style in the study of Islam and secularism is that of a critical researcher, analyst and reformer. Allama Dr. Yusuf Qaradawi said that what should be the attitude and mindset of Muslim countries regarding the positive aspects of Western civilization, scientific development, scientific thinking and research, taking the path of movement instead of stagnation? Should they reject everything from the West? Are you or are you accepting everything? Or are these two conditions in between? Have people in Muslim countries become westernized by adopting western civilization in their practical lives? If so, how did it happen? What are its motivations? What religious, social and moral changes have taken place in Muslim countries by practically adopting Western civilization. What aspects of the West should Muslim countries adopt and what aspects should they avoid? What measures should the religious leaders of Muslim countries take to avoid the effects of westernization and for their intellectual and intellectual survival? A complete action plan has been presented for this.

Keywords: West; Dr. Yusuf Qaradawi; Utilization; civilization

علامہ ڈاکٹر یوسف قرضاویؒ عصر حاضر کے ایسے مفکر ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بیک وقت بہت سی صفات سے نوازا۔ آپ بیک وقت عالم دین، محقق، مجتہد اور مؤرخ تھے۔ انہوں نے تہذیب مغرب کا تجزیہ، اعتدال اور توازن کے ساتھ کیا۔ آپ نے اسلامی تہذیب کے محاسن بیان کئے تو اس میں اسلامی عصبیت کا جذباتی انداز سے تجزیہ کرنے کی بجائے مغربی تہذیب کے فکر و فلسفہ کو بخوبی سمجھا اور پھر اس کر اپنی رائے پیش کی۔ ان تہذیبوں کی اقدار کا تجزیہ کیا۔ اسلامی تہذیب کے ان پہلوؤں کا جائزہ لیا جو اسے عالمگیر اور آفاقی اور دائمی تہذیب ہونے کا مقام دلاتی ہیں۔ وہ اس کی روح میں اترے۔ آپ نے تاریخی تناظر میں ان اقدار کا جائزہ لیا کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں اسلامی اقدار نے انسانی زندگی کے ارتقاء میں کیا کردار ادا کیا تھا۔ اس تہذیب کا انسانی زندگی کے مطالبات، مسائل اور تقاضوں کے ساتھ کیا تعلق اور رشتہ رہا ہے۔ خیر کے فروغ اور اس کی حوصلہ افزائی اور شر کی حوصلہ شکنی میں اس تہذیب کے کردار کا بڑا ٹھیک ٹھیک تجزیہ کیا۔ اسی طرح انہوں نے تہذیب مغرب کا بھی انہی خطوط پر حقیقت کی نگاہ سے تجزیہ کیا۔ لیکن کہیں بھی اعتدال و توازن کا دامن نہیں چھوڑا۔ اسلام اور سیکرلرازم کے مطالعہ میں علامہ صاحب کا انداز ایک نقاد محقق، تجزیہ نگار اور مصلح کا ہے۔

علامہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے مغربی تہذیب کے مثبت پہلوؤں علمی ترقی، سائنس انداز فکر و تحقیق، جمود کی بجائے تحرّک کا راستہ اختیار کرنے کے حوالے سے مسلم ممالک کا رویہ اور طرز فکر کیا ہونا چاہیے؟ کیا وہ مغرب کی ہر بات کو رد کر رہے ہیں یا ہر بات کو قبول کر رہے ہیں؟ یا ان دونوں کیفیات کے درمیان میں ہیں؟ کیا مسلم ممالک میں لوگ مغربی تہذیب کو اپنی عملی زندگیوں میں اختیار کر کے مغرب زدہ ہو چکے ہیں؟ اگر ایسا ہوا ہے تو یہ کام کس طرح ہوا ہے۔ اس کے محرکات کیا ہیں؟ مغربی تہذیب کو عملی طور پر اختیار کرتے ہوئے مسلم ممالک میں کیا دینی، معاشرتی اور اخلاقی تبدیلیاں آئی ہیں۔

مسلم ممالک کو مغرب کے کن کن پہلوؤں کو اختیار کرنا چاہیے اور کن پہلوؤں سے اجتناب کرنا چاہیے۔مسلمان ممالک کی دینی قیادت کو مغرب زدگی کے اثرات سے بچنے اوراپنی علمی و فکری بقاء کے لئے اپنے ہاں کیا اقدامات کرنے چاہئیں۔اس کے لیے مکمل لائحہ عمل پیش کیا ہے۔

اسی تناظر میں علامہ صاحب نے سیکولرازم اور لادینیت کے بارے میں جو موقفات پیش کیے ہیں مثلاً عقائد اور فکری مسلمات کے ساتھ اس کا وجود کیسے ممکن ہے اور ان اصطلاحات کا دین کے دائرے میں استعمال کیسے ہونا چاہیے اسی طرح دار کی تبدیلی کے فقہی احکامات پر کیا اثرات ہیں؟ان کا مطالعہ و تجزیہ بھی مقالہ ھذا کا لازمی جزہے۔

اِسلامی نظریے کی ایک خصوصیت اُس کی ہمہ گیری اور جامعیت ہے۔اِسلام نے زندگی کے ہر پہلو میں اِنسان کی رہنمائی کی ہے۔اِسلام کی جامع رہنمائی اخلاقِ فاضلہ کی بلندیوں کی طرف اِنسان کو لے جاتی ہے اور بارِ امانت کا حق ادا کرنے کے لیے اس کو تیار کرتی ہے۔اِسلام نے اشخاص کی انفرادی اصلاح کو کافی نہیں سمجھا ہے بلکہ معاشرے اور ریاست کی اصلاح کو کلیدی اہمیت دی ہے۔اسی طرح اسلام کے نزدیک صرف باطن کی درستگی کا اہتمام کافی نہیں بلکہ ظاہر کی طرف توجہ بھی ضروری ہے۔انسانی زندگی کے تمام شعبے اسلام کے نزدیک اہم ہیں،خاندانی نظام،معاشرتی روابط،معاشی تگ ودو،سیاست وحکومت،صلح وجنگ،تہذیب وتمدن،ثقافت وفنونِ لطیفہ اور تعلیم وتربیت سب پر اسلام نے توجہ کی ہے۔اِسلام کی دعوت سامنے آجانے کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیکولرزم کس بات کا علمبردار ہے اور وہ اِنسانوں کے سامنے کیا پیغام پیش کرتا ہے؟آج کل بحث وگفتگو میں سیکولرزم کی اصطلاح بہت استعمال ہوتی ہے۔یعنی ”سیکولرزم ایسا نظریہ ہے جو اِس دنیا کے معاملات سے بحث کرتا ہے اور روحانیت یا تقدس سے عاری ہے۔یہ مذہب یا مذہبی عقیدے سے کوئی سروکار نہیں رکھتا“۔یوسف القرضاوی نے ایک عام فہم اور پرزور اسلوب میں اسلامی ریاست کی وکالت،اس کے خدوخال کی وضاحت اور سیکولرزم کے تصور کی نفی کی ہے جس کے تحت اسلام کو ریاستی امور سے بے دخل قرار دیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی بلند پایہ علمی شخصیت تھے۔مسلم دنیا کے مسائل کا غیر جانب دارانہ مطالعہ اور تجزیہ کرنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتے تھے نیز اسلامی قانون اور فقہ پر نظر عمیق رکھنے والے عالم تھے عصر حاضر کے تہذیبی مسائل سے علمی سطح پر عہدہ براء ہونے کی قابلیت سے بہرہ مند تھے متعدد کتب اور تحقیقی وتجزیاتی مقالات کے مصنف تخلیق تہذیب کو انسانوں کی مشترکہ کاوش قرار دیتے ہیں اسلامی تہذیب کی برتری واضح کرتے ہوئے اس کے حقائق بیان کرتے ہیں کہ تہذیب اسلامی وحدت وکثرت کا حسین امتزاج ہے جو ثبات وتغیر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے اس نے ماقبل تہذیبوں کے نظاموں اور مقاصد نظریات پر غیر معمولی تاثیر قائم کی جس کو سیاسی اور عسکری قیادت نے مزید دوام بخشا۔ذیل میں ڈاکٹر قرضاوی نے اسلامی تہذیب کے بنیادی خدوخال اور اساس کا جو پس منظر پیش کیا ہے بیان کیا جائے گا۔ دونوں تہذیبوں کے ایک دوسرے پر اثرات وباہم تصادم پر علامہ قرضاوی کے مطابق عصر حاضر کے تہذیبی مسائل سے کس طرح عہدہ برآ ہوا جائے؟اور امت مسلمہ کے دور زوال میں مغرب کی تہذیبی یلغار کا کس طرح مقابلہ کرے؟بیسویں صدی کے آخر میں سموئیل ہنٹنگٹن نے تہذیبی تصادم اور فوکویاما نے تاریخ کے خاتمے کا نظریہ پیش کر کے اسلام کی حقانیت کو وقتی،عارضی اور فانی قرار دے کر ثابت کرنے کی کوشش کی کہ آنے والی صدیوں میں مشرق ومغرب کی تہذیبی ٹکرائیں گی گویا مادیت پرستی کا بول بالا ہو گا مذکورہ نظریات پر علمی حلقوں میں شدید بحث ہوئی۔تہذیبوں کے تصادم کے سلسلے میں محض یہ تمیز ہی رد و قبول کو ممکن بناتی ہے کہ ایک تہذیب دوسری سے کیا لے اور کیا نہ لے اس ضمن میں سید قطب شہید،علامہ اقبال،مولانا مودودی اور ڈاکٹر محمود احمد غازی نے بہترین کام کیا ہے علامہ قرضاوی بھی تہذیب مغرب کے متعلق نظریات اور اس سے استفادہ کا طریقہ کار کو مقالہ ہذا میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

تہذیب دراصل شائستگی، آداب، تمیز[1]، ذہنی ترقی، تمدن طرز معاشرت[2] درست اور شائستہ اخلاق ہونے کا نام ہے۔[3] تہذیب دنیا کی روایات کے بارے میں ایک نقطہ نگاہ ھے-ایک مخصوص سلسلہ ھے جو تاریخی کُل بتاتا ہے[4] علامہ قرضاوی تہذیب کی ابتداء کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ اللہ قادر مطلق نے انسان بطور خلیفہ کے لیے ضروری ابتدائی اور ماحولی انتظامات کے بعد اولین فرد انسانی کو پیدا کیا- ہے جسے آدم کا نام دیا گیا قرآن کریم اس امر کو واضح کرتا ہے کہ پہلا فرد انسانی جو دنیا کے اسٹیج پر ظاہر ہوا۔دنیاوی مشن سے پوری طرح آگاہ تھا وہ تمام ذہنی جسمانی اور نفسی صلاحیتوں سے آراستہ اور انسان کی بنیادی ثقافتی اور تہذیبی ضرورتوں سے پوری طرح آگاہ تھا اسے اچھی زندگی گزارنے کے لازمی اصول سکھا دیے گئے تھے اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ فطری اور بین الانسانی اخلاق و تہذیب کے بنیادی لوازم کیا ہیں۔[5] علامہ قرضاوی کے مطابق بہت سے مسلمان حضرات کے ذہن میں شریعت چند محدود مذہبی عقائد اور اعمال کے مجموعے کا نام ہے اس کا اجتماعیات،سیاسیات اور معاشیات سے اور خاص طور پر بین الاقوامی تعلقات اور قانون و دستور سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہونا چاہیے یہ تاثر اہل کے ایک بہت بڑے طبقے نے غلط فہمی یا بدنیتی یا کم علمی کی وجہ سے پیدا کیا ہے کہ شریعت دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں جس کی بنیاد قدیم اور آرکائیک تصورات پر ہے جو قدیم قبائلی معاشرے کے روایات وتصورات سے ہے جو دور جدید کی تہذیب وثقافت، تمدن اور حکمت کا ساتھ نہیں دے سکتا وہ دراصل تہذیب و تمدن کے مخالف ہے۔[6] تہذیبوں کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ہے کہ ماضی کی جتنی تہذیبیں تھیں یا اسلام کے قیام کے وقت جو تہذیبیں موجود تھیں وہ عموماً مذہبی تہذیبیں تھیں ان کی اساس مذہبی پیغام تھی وہ بابلیوں کی تہذیب ہو یا بازنطنیوں کی، رومیوں کی یا ہندوؤں اور ایرانی یا پارسیوں کی۔ (7) گویا ساری تہذیبیں مختلف آسمانی مذاہب کے زیر اثر قائم ہوئیں۔ اور ہر تہذیب کوئی ایک خاص پہلو اور جہت میں نمایاں تھی جبکہ اسلامی تہذیب میں ان تمام تہذیبوں کی ساری صفات یکجا موجود ہیں۔ لہٰذا اسلامی تہذیب عالم گیر تہذیب قرار پا گئی۔

اسلامی تہذیب و ثقافت کے بنیادی عناصر اور موقف علامہ یوسف قرضاوی:

علامہ قرضاوی تہذیب اسلامی کی بنیاد شریعت اسلامی کو قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ شریعت اسلامی کا ایک حصہ عقائد و عبادات پر مشتمل ہے اس کے بعد دوسرا بڑا میدان معاملات کا جو معاملات عائلی اور معاشرتی زندگی پر مشتمل ہیں (8)۔ شریعت اسلامی محض مذہبی مراسم کا کوئی مجموعہ بلکہ یہ ان چیزوں پر محیط ایک جامع نظام ہدایت ہے جس نے ایک تہذیب ایک ثقافت اور زندگی کے ایک نئے ڈھنگ کو جنم دیا۔ اس کا اظہار صرف قانون یا مذہبیات، صرف معاشرت یا سیاست و معیشت کے میدانوں تک محدود نہیں بلکہ ایک ایک ہمہ گیر تہذیب ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر اثر انداز ہوتا ہے علامہ قرضاوی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اسلامی تہذیب کا آغاز رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ذات گرامی سے ہوا اس کی اساس مدینہ وہ تہذیب و ثقافت ہے جو ہجرت کے بعد قائم ہوئی۔ (9) اس مدنی تہذیب کا دستور قرآن اور سنت ہے۔ قرآن وحی الٰہی ہے۔ اور تمام جہاں کے انسان لیے راہ نجات ہے۔ اسلامی تہذیب عالم گیر تہذیب ہے اس تہذیب کی اثر انگیزی کی وجہ اس میں ہمہ گیریت اور آفاقیت کا رجحان غالب ہے عالمگیریت کے قیام کے لیے انسانی مساوات بنیادی اصول ہے یعنی حق مساوات کو نہ صرف تسلیم کیا جائے بلکہ اس پر عمل بھی کیا جائے دوسری چیز عالمگیریت کے لیے ضروری ہے وہ عدل و انصاف ہے ہر انسان کو برابری کی سطح پر عدل و انصاف تک رسائی کا حق دیا جائے تیسری چیز یہ ہے کہ ہر انسان کو برابری کی سطح پر امن و سکون حاصل ہو چوتھی چیز عالمگیریت کے لیے علم کے تمام شعبوں تک تمام انسانوں کی یکساں رسائی ہے پانچویں اور آخری شرط عالمکیریت تمام انسانوں سے معاملہ تہذیب و تمدن اور اخلاق کی بنیاد پر کیا جائے۔ تہذیب کو تمام انسانوں کی مشترکہ کاوش اور مشترکہ بازیافت سمجھا جائے۔ ان پانچ عالمگیریت کے اصولوں کا واحد نمونہ صرف اسلام ہے جس کو پیامبر اسلام نے پیش کیا ہے۔ (11)

گویا اسلامی تہذیب مساوات، عدل و انصاف، امن و سکون، علم تک یکساں رسائی اور باہم معاملات و اخلاقیات کی بنیادوں پر استوار ہوئی۔ تہذیب اسلامی بلا امتیاز رنگ و نسل تہذیب ہے۔ خاندان و قبائل کی تقسیم محض تعارف کے لیے ہے۔ علامہ قرضاوی اسلامی تہذیب کو واضع مقصد حیات پر مشتمل تہذیب قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ انسان اور نہ ہی کائنات کسی اتفاق یا حادثے کے نتیجہ میں پیدا نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بے مقصد پیدا کیا ہے۔ (12) ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَٰعِبِينَ﴾ (13) تہذیب اسلامی میں انسان بہ حیثیت خلیفہ اللہ اور بہ حیثیت مکرم ایک مقام و مرتبہ رکھتا ہے اس لیے اس مقام میں اور مرتبہ میں ہر شخص شریک ہے یہاں پر بنی آدم کا ذکر ہے ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ (14)

جامعہ امام سعود الریاض میں بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کے موقع پر "اھمیۃ الحوار بین الحضارات" کے موضوع پر اسلامی تہذیب کی بنیادوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "فالعقيدة الإسلامية و تعاليم الدين الحنيف و قواعد الشريعة الاسلامية كماودت فى القرآن الكريم الذى تواطأت عليه الأمة الإسلاميه بجميع مذاهبها وطوائفها والتى تعاقبت عليها والاجيال المسلمة والتى تعامل بها المسلمون فى كل العصور والدهور هى قواعد الحضارة الأسلامية و أسسها التى تبتنى عليها حضارة الاسلام" (15) گویا دین حنیف عالمگیر تہذیب کا علمبردار ہے جو تمام زمانوں کے لیے ہیں اور اس عالمگیر تہذیب کے بنیادی قواعد شریعت اسلامیہ پر مبنی ہیں۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی ضمنی طور پر علامہ اقبال کے خیالات سے بھی استفادہ کرتے رہے کیونکہ مغربی تہذیب کی یلغار کے ردّ عمل میں معاصر مفکرین برصغیر میں علامہ اقبال کی شخصیت مینارہ نور کی سی ہے۔ جنھوں نے ایک طرف تو اسلامی تہذیب کی عالمگیریت و حقانیت کو مدلل انداز سے بیان کیا تو دوسری طرف مغربی فکر و فلسفہ پر تنقید بھی کی ہے۔ کہ وطنیت کی بنیاد پر قوموں کی تشکیل او رجغرافیائی مفادات تہذیب مغرب کا خاصہ ہے۔ وطن اور جغرافیائی حدود ملت اسلامیہ کی اساس نہیں جہاں جہاں وطن کی بنیاد پر ملتیں اور قومیں تشکیل دی گئی وہاں اخوت اور بھائی چارہ (16) کی جڑیں کٹتی چلی گئی ہیں تہذیب اسلامی کی بنیاد بلا تفریق رنگ و نسل، وطن محض دین اسلام ہے۔ (17)

اسلامی تہذیب کی تاریخ وارتقاء:

اسلامی تہذیب کی تاریخ کا جائزہ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں کہ اسلامی تہذیب نے بڑی بڑی تہذیبوں کا بلا جبر واکراہ کے نہایت سرعت سے اپنے رنگ میں رنگا۔ مصر جو بظاہر ایک مستقل اور قدیم تہذیب کا مالک تھا حضرت عمرو بن العاصؓ کی فتح مصر کے ایک سو سال کے اندر اندر یہی ملک اپنی زبان، لباس، تقریباً سات ہزار سالہ قدیم تہذیب بھلا کر ایک نئے مذہب، نئی زبان اور نئی تہذیب میں منتقل ہو گیا۔ عربوں نے جو ثقافتی اثر مصر پر ڈالا وہی افریقہ، شام، ایران، عراق

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

،ہندوستان، ترکستان وغیرہ سے آگے بھی جا پہنچا۔ جیسے انڈونیشیا، جزائر فلپائن اور چین وغیرہ۔ اسلامی تہذیب وتمدن کا ایک رخ بڑا عجیب وغریب ہے کہ اس کے اولین حاملین (عرب مسلمان) کمزور ہوئے تو خود ان کے مفتوحین ایرانیوں، مغلوں اور ترکوں نے اس تہذیب و تمدن کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا اور دنیا میں اس کی اشاعت و سرپرستی کرنے لگے۔[18]

اسلامی تہذیب میں اخلاقی کردار اور روحانیت کا اعلیٰ درجہ مقام ہے یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب کے دنیائے مغرب ومشرق میں جب بھی پیش قدمی حاصل ہوئی وہ اخلاق وکردار اور روحانی مقاصد کے نام پر ہوئی اسلامی تہذیب جہاں گئی روحانی اقدار اور اخلاق پیغام لے کر گئی اس کردار اور انسانی مساوات کے لے کر گئی جس کا اسلام علمبردار ہے۔ مسلمانوں نے کسی کو زبردستی مسلمان نہیں کیا۔ شام، عراق، مصر اور ایران پر کئی سو سال تک غیر مسلم اکثریت کے علاقے رہے مگر اخلاق وکردار کی جو شمع صحابہ کرام ψ کے ہاتھوں روشن ہوئی تھی سب اس سے نور حاصل کرتے رہے حتی کہ یہ پورے علاقے اسلامی تہذیب کے علاقے بن گئے۔[19] ڈاکٹر یوسف قرضاوی ڈاکٹر حمید اللہ کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انسانوں کی مدون تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی کہ جہاں شدید عصبیت ہو اور بھوکوں اور پیٹ بھروں کے درمیان کشمکش ہو وہاں اسلامی تہذیب نے باہم متصادم قبائل اور گروہ باہم شیر وشکر ہو جائیں یہ اعزاز صرف تہذیب اسلامی کو حاصل ہوا۔[20] گویا شریعت اسلامیہ کے نتیجہ میں جو تہذیب قائم ہو گی وہ نئے انداز کی ہو گی جس تہذیب کی اساس، اخلاق اور تعلق مع اللہ پر ہو جس تہذیب کا آخری مقصد اور ہدف رضائے الٰہی ہو اس کی ہر چیز میں وہ جھلک نظر آئے گی حتی کہ طرز تعمیر میں بھی اس کی جھلک آئے گی۔[21]

گلاسکو یونیورسٹی میں 2008ء میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر یوسف قرضاوی اسلامی تہذیب کے خصائص کچھ یوں بیان کرتے ہیں

"Basic characterstics of Islamic civilization is the accommodation of "Difference of opinion" variety of views and university of objective which in turn promote pan humanism"[22]

اسلامی تہذیب میں اختلاف رائے اور نقطہ نظر کو نہایت عمدگی سے سمونے کی صلاحیت بھی موجود ہے اور جو کسی اور تہذیب میں نہیں۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کے موقع پر اسلامی تہذیب کے خصائص یوں بیان کرتے ہیں:

"لم يتردد المسلمون فی أخذ كل عادة سليمة واسلوب مفيد و معرفة مبنية على الحكمة من جميع الحضارات والثقافات التی تم احتكاكهم بها فالحكمة ضالة المؤمن انى وجوها فهو أحق بها ولم يتردد والمعارف والفنون والاداب والصنائع والخبرات والتحارب بدون أي تعصب عرقی أو جغرافي"[23]

مختلف معاصر تہذیبوں کے درمیان اختلاف کو کم کرنے اور باہم مماثل خصائص کو اجاگر کرنے کے ضمن میں ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے خدمات سرانجام دیں ان کے مطابق ہر اچھی اور مفید حکمت کو اختیار کیا جائے کیونکہ حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے اس لیے مختلف تہذیبوں کے علم وفنون، آداب ونتائج سے استفادہ حاصل کیا جانا چاہیے۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی اسلامی تہذیب کی مرکزیت یوں ثابت کرتے ہیں کہ جغرافیائی محل ووقوع کے لحاظ سے اسلامی تہذیب مرکزی حیثیت رکھتی ہے وہ ان تمام آسمانی پیغامات کی جامع ہے جن کی بنیاد پر یہ تہذیبیں قائم ہوئیں۔ اسلام تمام قدیم آسمانی مذاہب کا تسلسل ہے قبل از اسلام کی تہذیبوں اور بعد از اسلام کی تہذیبوں کے درمیان اگر کوئی نقطہ وصل ہے تو وہ یہ اسلامی تہذیب ہے۔[24] قرآن مجید گزشتہ تمام آسمانی کتابوں پر مہیمن ہے یعنی گزشتہ کتب میں جو شریعتیں دی گئیں ان سب شریعتوں کی بنیادی اساس، اس کی روح، اس کا جوہر اس کتاب میں محفوظ ہے۔[25] اب رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے جو شریعت ہم تک پہنچی ہے وہ رہتی دنیا تک کے لیے ہے وہ ہر زمانہ، ہر علاقہ اور ہر قوم کے لیے ہے زمان ومکان سے ماوراء ہے اس لیے وہ تمام خصائص جو سابقہ شریعتوں میں الگ الگ اقوام کے لیے پیش نظر رکھے گئے وہ سب کے سب قرآنی شریعت میں یکجا موجود ہیں۔[26] اگر ان پیغاموں کی روح قرآن مجید میں موجود ہے جن پیغاموں پر یہ تہذیبیں قائم تھیں تو قرآن پاک سے جو تہذیب ابھرے گی وہ ساری تہذیبوں کی جامع ہی قرار پائے گی۔[27] اسلام اصل الاصول یعنی سب سے بڑی اساس ہے قانونی اور آئینی اصطلاح میں اسلام کے سارے نظام کا grundnorm ہے اسلام کا سارا نظام سیاست، اقتصادیات، تہذیب وتمدن ریاست، قانون اور دستور، عدالت قضا، عدل اجتماعی، عبادات، مذہب ہر چیز کی اصل الاصول اللہ کی وحدانیت کی حاکمیت اور اللہ کے رسول کی لائی شریعت پر ایمان ہے۔[28] قرآن مجید میں دو طرح کے مقاصد ہیں ان کو عمومی اہداف کہہ سکتے ہیں مثلاً قرآن میں عدل کا ذکر ہے کہ ساری شریعتیں وکتابیں اور رسول اس لیے بھیجے ﴿لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾[29] دوسرے جو مقاصد تو کہے جاسکتے ہیں مگر مقاصد نہیں ہیں کہ احکام شریعت کی روشنی میں مزید اجتہاد واستنباط کرو اور اس کے لیے اصول یہ بتائے۔[30] ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾[31] درحقیقت دین کوئی جامد شے نھیں ھے۔ احکام شریعت کی روشنی میں مزید اجتہاد واستنباط کرنے کا حکم دیا گیا ھے۔ تاکہ ھر زمانہ میں پیش آئندہ مسائل کا حل نکالا جاسکے۔

جامع الحضارات تہذیب:

اسلام ایک ابر کرم تھا اور سطح خاک کے ایک ایک چپہ پر برسا۔ لیکن فیض بقدر استعداد پہنچا۔ جس خاک میں قدر قابلیت تھی اس قدر زیادہ فیض یاب ہوئی۔ عرب، ایران، افغانستان، ہندوستان، ترکستان، تاتار، مصر، شام، روم، اندلس، یونان صقلیہ سب اس کے حلقے میں آئے لیکن قبول اثر میں یکسان نہ تھے فرق مراتب تھے اور فرق مراتب کی حیثیتیں بھی مختلف تھیں۔[32] اگر تہذیبوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو نمایاں طور پر یہ سامنے آتا ہے کہ اسلام نے جو تہذیب قائم کی وہ جامع الحضارات تہذیب ہے جو تمام تہذیبوں کی جامع ہے گویا تمام تہذیبوں کی روح اور خلاصہ اسلامی تہذیب میں آگیا ہے محل وقوع کے اعتبار سے بھی اسلامی تہذیب جامع الحضارات ہے۔ ابن خلدون نے مقدمہ میں تہذیبوں کی جغرافیائی اہمیت تفصیلاً بتائی ہے وہ کہتے ہیں کہ اسلام کا مرکز جغرافیائی اعتبار سے زمین کا مرکز ہے۔ اس لیے خانہ کعبہ کو ناف زمین کہا جاتا ہے روئے زمین کے مرکز میں اسلامی تہذیب ہے۔ اور جہاں جہاں اسلامی تہذیب کی پہنچ ہے وہاں سے خانہ کعبہ تک روئے زمین کے ہر علاقے کا فاصلہ تقریباً یکساں ہے یہ اسلام کے جامع الحضارات ہونے کا ایک اہم ثبوت ہے۔[33] تہذیب اسلامی کی وسعت اور جامعیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود نبی کریم ﷺ نے جس قدر مقامی رواجوں اور اداروں کو ان دنوں عرب میں موجود تھے ضروری ترمیموں اور تبدیلیوں کے ساتھ نہ صرف اختیار کیا بلکہ انہیں اسلامی قانون میں بھی صحیح مقام ملا۔ تاہم انہیں پورے طور پر اسلامی ڈھانچے میں ڈھال لیا گیا۔ اگر اسلامی نقطہ نظر سے مزید تبدیلیوں کی ضرورت محسوس ہوئی باہمی مشورے سے اس میں مزید اہم ترامیم کی جاسکتی ہیں ہمیں دیگر اقوام کے علم و تجربے سے استفادہ کرنے میں ہر گز جھجھک محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ اگر کسی قوم نے کسی ایسی بھلائی کے حصول کا نیا بہتر طریقہ دریافت کر لیا ہے جس کا اسلام بھی داعی ہے تو ہمیں ضروری تبدیلیوں کے بعد اسے اپنانے میں تامل نہیں کرنا چاہیے۔[34] خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: «الحكمة ضالة المؤمن انى وجدها فهو احق بها» "حکمت مومن کی کھوئی ہوئی دولت ہے جہاں کہیں اور جب بھی اسے ملے وہ اس حکمت کا زیادہ حقدار ہے۔" نبی کریم ﷺ نے دوسری قوموں کے لیے بہت ادارے اور طریقے اختیار کئے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ ان میں امت کی ضرورت کے مطابق ردوبدل کر لیا گیا اور ان میں اسلامی روح پھونک دی گئی۔[35] اسلامی تہذیب نے ہم عصر تہذیبوں کو نہایت آسانی سے خود میں ضم کر لیا یہ خاصہ صرف اسلامی تہذیب کی لچک اور عالمگیریت کی دلیل ہے ڈاکٹر یوسف قرضاوی اس نقطہ پر یوں بحث کرتے ہیں:

"Islamic civilization is capable of absorbing and accommodation Multidimensional thoughts and view and to integrate tham in one human civilisation Interpretatoin of the commandments of Islam has always adjusted itself to all times and climes. It guaranties its flexibility presene of different school of thought in Islam demonostrate its in built capacity to absorbd ifferences of opinion. Islam accomodated all local cultures regional healthy habits and practice of varous people and local customs into the body social of Islam"[36]

شریعت اسلامی نہ تو محض نظام قانون ہے نہ محض مذہبی مراسم کا کوئی مجموعہ بلکہ یہ ان سب چیزوں پر محیط ایک جامع نظام ہدایت ہے جس کو ایک نیا مثالیہ یا Paradigm قرار دیا جاسکتا ہے یہ ایک ایسا تہذیبی پیرڈائم ہے جس نے ایک تہذیب ایک ثقافت اور زندگی کے ایک نئے ڈھنگ کو جنم دیا۔ اس کا اظہار صرف قانون یا مذہبیات، صرف معاشرت یا سیاست و معیشت کے میدانوں تک محدود نہیں بلکہ ایک ایک ہمہ گیر تہذیب ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر اثر انداز ہوتا ہے[37] ڈیوک پکھتال اپنے خطبات مدارس 'Cultural side of Islam' میں لکھتے ہیں۔ مساجد، محلات، قلعے، مکاتب، شفاخانے، تفریح گاہیں باغات کس چیز کی کمی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اسلامی فن تعمیر نے مشدایان حسن و جمال کے لیے ایک ہمہ گیر اور لازوال جنت مہیا کر دی نقشہ کی خوبی، ڈیزائن کی عمدگی، رنگوں کی کشش سبھی کچھ ان کے پیش نظر تھا بت پرستوں کی طرح صورتیں بنانے کی بجائے انہوں نے حسن فطرت پر توجہ دی۔ سادگی، رنگینی و پختگی، نزاکت و رعنائی اور حسن و شوکت یہی اسلامی فن تعمیر کی امتیازی صفات ہیں۔[38] ڈاکٹر یوسف قرضاوی جدید تہذیبوں کا ماضی سے ربط ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اگر اسلامی تہذیب نہ ہوتی جو جدید تہذیبوں کا ربط ماضی کی تہذیبوں سے نہیں ہو سکتا اسلام نہ ہوتا تو ماضی کی تہذیبوں کا ورثہ جدید تہذیبوں کو منتقل نہ ہو سکتا تھا۔ یہ ایک علمی حقیقت ہے جس کو بہت سے غیر مسلم مؤرخین نے بھی تسلیم کیا ہے علامہ اقبال نے بھی اپنے خطبات میں بڑے عالمانہ اشارے اس جانب کئے ہیں کہ اگر اسلام تہذیب نہ ہوتی تو جدید تہذیبیں وجود میں نہ آسکتی تھیں۔[39]

تہذیب مغرب کی اساس کے متعلق علامہ یوسف القرضاوی کا موقف:

ڈاکٹر یوسف قرضاوی علامہ اقبال کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے مغربی تہذیب کی اساس مادیت اور مادہ پرستی، خدا بے زاری، لا اخلاقیت، مغربی فکر و تہذیب کا روحانی افلاس ان نکات کو قرار دیا۔[40] ڈاکٹر یوسف قرضاوی تاریخی شواہد دیتے ہیں کہ اہل مغرب کی پیش قدمی دنیائے اسلام میں جب بھی ہوئی ہے وہ تجارت اور اقتصادی خوشحالی کے نام پر ہوئی ہے گویا مغربی تہذیب اقتصادی ترقی اور مادی خوشحالی کے نام پر وجود میں آئی اس اقتصادی ترقی اور خوشحالی کے فوائد

مغرب کو حاصل ہوئے لیکن دنیائے اسلام کو یہ فوائد حاصل نہ ہوتے یا ہوتے تو بہت محدود اور وقتی ثابت ہوتے۔[41] ڈاکٹر یوسف قرضاوی مزید لکھتے ہیں کہ لادینیت (secularism)مغربی تہذیب کا لازمی عنصر بلکہ ان کا تہذیبی نصب العین ہے۔[42] اگر دین ومذہب کو نظام امور سیاست سے لاتعلق کر دیا جائے تو چنگیزی رہ جاتی ہے ۔ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں کہ اگر سیکولرازم کا تقاضا مغرب نے سمجھا ہے اور مشرق کے نیاز مندوں نے اسے یاد کر لیا ہے کہ اگر مسلمانوں کو مذہب کے حوالے سے کوئی نقصان پہنچتا ہو تو اس حوالے کا انکار کرنا سیکولرازم ہے لیکن خود مغرب کو مذہب کے حوالے سے کوئی نقصان پہنچتا ہو تو وہاں مذہب کا حوالہ دینا اور فائدہ حاصل کرنا ہی تہذیب کا تقاضا اور ایٹی کیٹ(Etiqette)کا حصہ ہوتا ہے اور روایات کا تسلسل کہلاتا ہے۔[43] اہل مغرب کے ہاں مذہبی صداقتیں اضافی صواقتوں کی حیثیت رکھتی ہیں ان کے ہاں مذہب ایک tentative truth ہے اسلام اس کو The Truth کہتا ہے مذہب کو فرد کی شخصی رائے قرار دیتے ہیں۔[44] ڈاکٹر یوسف قرضاوی مزید لکھتے ہیں کہ اسی طرح مغربی نظام کے اساس میری دانست میں آزاد معیشت Freemarket اور لادینی جمہوریت(secular democracy)ہے۔اہل مغرب نے اس کو اپنے نظام کی اساس بنایا ہے اور اس بارے میں وہ کوئی compromise کرنے کے لیے تیار نہیں۔[45] گویا وطنیت کی بنیاد پر قوموں کی تشکیل اور جغرافیائی مفادات کا حصول تہذیب مغرب کا دین ہے۔[46] ڈاکٹر یوسف قرضاوی علامہ اقبال کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے اس کی تائید بھی کرتے ہیں کہ علوم وفنون کے اس لادینی تصور کی بنیاد پر جو تہذیب کھڑی ہوئی ہے وہ ان تمام مفاسد کا مجموعہ ہے جو مذہب اور اخلاق سے دوری کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔[47]

ڈاکٹر یوسف قرضاوی مزید لکھتے ہیں کہ رواداری کا سبق جو معلم مغرب پڑھا رہا ہے اس غلط تصور کو بھی دل سے محو کرنے کی ضرورت ہے ایک مسلمان اپنے دین کے بارے میں غیر جانب دار کیسے ہو سکتا ہے حق اور ناحق کے درمیان غیر جانب دار رہنا ناحق کی تائید کے مترادف ہے کوئی بھی معاشرہ اپنے بنیادی تصور حیات کے بارے میں غیر جانب دار نہیں ہو سکتا ہر ریاست اپنے اساس تصورات کے بارے میں غیر جانب داری کو غداری کے مترادف سمجھتی ہے کیا مغرب اپنے اساسی تصورات سیکولرازم، سوشل ڈیموکریسی اخلاقی انسانیت کے بارے میں روادار ہے ؟ کیا وہ دوسروں کو ان تصورات سے انحراف کرکے آزادی سے زندہ رہنے کی اجازت دے رہا ہے ؟ انتفاضہ فلسطین، الجزائر کے انتخابات میں محاذ آرائی کی کامیابی، ایرانی انقلاب اور افغان جہاد کے ثمرات اس کے چہرہ سے رواداری کا نقاب اتارنے کے لیے کافی ہیں۔[49]

یورپ میں بظاہر بہت روشنی علم ومنیر نظر آتی ہے لیکن روحانی اعتبار سے یہ ایک ظلمات ہے جہاں حقیقی زندگی کے سرچشمے ناپید ہیں۔ مسیحیت کے سارے دعویٰ کے باوجود رعنائی تعمیر بنکوں کی عمارتیں گرجوں سے بڑھ کر ہیں۔وہاں تجارتی سرگرمیاں بظاہر آزادانہ کاروبار اور لین دین ہے لیکن درحقیقت یہ سب ایک جوا ہے جس کا فائدہ بالآخر استعمار کو ہی پہنچتا ہے بظاہر اہل مغرب علم وتدبر حکومت اور مساوات کے علمبردار معلوم ہوتے ہیں لیکن ان خوشنما پردوں کے پیچھے وہ قوموں کا لہو پی رہے ہیں فرنگی تہذیب جہاں جہاں مشرقی ممالک میں گئی وہاں بے روزگاری، عریانی، فحاشی، خواری اور فقر اور افلاس کے تحفے لے کر گئی۔[50] جدیدیت نے جس بے روح اور مادیت زدہ انسان کو پروان چڑھایا تھا وہ بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں ذہنی انتشار کا شکار ہو کر حقیقت مطلقہ کی تلاش میں سرگرداں نظر آنے لگا۔ کیونکہ لالچ وطمع ، حرص وہوس اور تعیشات کو چھو کر اس پر حقیقت آشکار ہوئی کہ یہ حیوانیت سے بدتر مقام ہے انسانیت کی معراج نہیں۔ لہٰذا انسان دوبارہ مذہب کی طرف پلٹا کیونکہ عقل معاش وعقل جزوی کی پیروی پر منحصر حیثیت اور تجربیت پر مبنی علوم کبھی بھی مذہب کا متبادل نہیں پیش کر سکتے۔[51] مغرب کی اس لادینیت اور لااخلاقیت کا سب سے گہرا اور براثر مغرب کے نظام تعلیم پر ہوا۔ آج مغربی نظریہ علم (Epistemology) تمام اخلاقی برائیوں اور فکری خامیوں کا شکار ہو چکا ہے۔ڈاکٹر یوسف قرضاوی علامہ اقبال کے افکار کی روشنی میں مغربی تہذیب کے لوازمات۔ خرد کی طغیانی، وحی ورسالت سے بے زاری، اخلاق سے انحراف، تعلیم کا استعماری مقصد اور لادینیت کو قرار دیتے ہیں۔[52]

گویا اہل مغرب کے ہاں مادہ ہی سب کچھ ہے یہی وجہ ہے کہ اخلاقیات کے عالمگیر اصول اہل مغرب کے مفادات کے تلے دب جاتے ہیں اخلاقیات کا دوہرا معیار ان کے ہاں مروج ہے روحانی مفلس تہذیب محض معیشت کے بت کی پجاری ہے جو قوموں کی تشکیل جغرافیائی حدود میں وطنیت کے بیج پر تناور ہوئی ہے جو فرد کی روحانی بالیدگی ڈارونیت کے تابع دیکھنا چاہتی ہے۔

نعرہ مساوات مرد وزن.....ڈاکٹر یوسف قرضاوی کا نقطہ نظر:

اہل مغرب کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے ہر کام کے لیے اچھے عنوانات تراشتے ہیں ان اچھے عنوانات کے مندرجات جتنے بھی مکروہ اور ناقابل قبول ہوں ان کا عنوان ہمیشہ قابل قبول اور جاذب نظر ہوتا ہے چنانچہ مغربی ممالک میں موجود معاشرتی افراتفری خاندان کے ادارے کی شکست وریخت، عام بے حیائی، مرد وزن کے درمیان تعلقات میں فسادات ان تمام خرابیوں کا نام وہاں مساوات مرد وزن ہے۔ مساوات کے نام سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مرد وزن کے درمیان مساوات ہونی چاہیے خواتین کو وہی حقوق ملنے چاہیں جو مردوں کو ملتے ہیں مردوں کے حقوق وفرائض ویسے ہی ہونے چاہیں جسے عورتوں کے حقوق وفرائض ہیں۔ لیکن اس عنوان

کے تحت جو مندرجات بیان کیے جاتے ہیں وہ اسلامی تصورات کے لحاظ سے قطعاً ناقابل قبول ہیں۔ شریعت نے بعض حالات میں تعدد ازواج کی اجازت دی ہے۔ تعدد ازواج کو شریعت نے اس طرح ناپسندیدہ قرار نہیں دیا جس طرح مغربی تہذیب میں قرار دیا جاتا ہے۔ شریعت نے بعض مصلحت کے تحت طلاق کا حق مردوں کو دیا ہے۔ یہ بنیادی حق مرد کا ہے کہ وہ طلاق کے حق کا استعمال کرے۔ یہ وہ معاملات ہیں جہاں شریعت کے تبعین اور طے شدہ اصولوں پر مبنی واضح احکام موجود ہیں ان سب کو نظر انداز کر کے محض عدل اور مساوات کے مغربی نعروں سے متاثر ہو کر مغربی گمراہیوں کو عام کیا جائے یہ استعمار کے دور میں نہیں ہوا تھا یہ دنیائے اسلام کے کئی ممالک میں آزادی کے بعد ہی ممکن ہوا۔(54)

یورپ پر اسلامی تہذیب و ثقافت کے اثرات:

تہذیب اسلامی کی عالمگیریت اور جامعیت کا ہی پہلو ہے کہ کئی سو سال قدیم شہروں کے تمدن کو نیا رنگ عطا کیا۔ مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی گئے وہی اسلام کے نمائندے بن گئے اور وہاں کے باشندوں کو فکری اور علمی طور پر متاثر کیا۔ اسلامی تہذیب کو یورپ منتقل کرنے والے اندلس، شام اور امالیہ وصقلیہ کے مراکز تھے۔ اندلس کی اسلامی تہذیب و ثقافت نے یورپ کی زندگی کے ہر گوشے کو متاثر کیا اس کا ایک سبب تو اس تہذیب کی عالمگیریت ہے دوسرا سبب عیسائیوں اور مسلمانوں کے مشترکہ معاملات کاروبار اور معاشرت بھی بڑی حد تک اس اثر اندازی کا سبب ہے۔ مسلمان تاجر و سوداگر اپنے عیسائی خریداروں کو عرب طور طریقوں سے آگاہ کرتے رہتے۔ علمی میدان میں مسلمانوں کے تفوق نے بھی اس تاثر میں اثر انگیزی پیدا کی۔ قرطبہ، غرناطہ کی اسلامی جامعات مشہور ترین علمی مراکز تھے۔ دسویں صدی شمسی میں یہ کیفیت تھی کہ یورپ کے کسی شخص کو اعلیٰ تعلیم کا خواہش مند ہو تکمیل کے لیے اندلس کے بغیر چارہ نہ تھا۔ دوسرا راستہ "شام" ملک تھا جہاں سے مسلمانوں کے تجارتی قافلوں اور صلیبی جنگوں کے ذریعے یورپ نے مسلمانوں سے بردباری اور رواداری کے اسباق سیکھے۔ تیسرا راستہ صقلیہ اور جنوبی اطالیہ تھا یہاں سے مسلمان تاجروں، علماء و طلباء اور دوسرے علوم و فنون کے ماہرین یورپ کے مختلف ممالک آتے جاتے گویا سات سو سال میں اسلامی ثقافت و تمدن یورپ منتقل ہوتے رہے حتی کہ کوئی پہلو ایسا نہ رہا جو اسلامی تہذیب و تمدن سے متاثر نہ ہوا ہو۔(55)

یورپی زبانوں پر عربی زبان کے اثرات ملتے ہیں ہسپانوی زبان میں اب تک بکثرت الفاظ عربی کے پائے جاتے ہیں۔ پروفیسر جے۔ بی ٹرینڈ اپنے مکالمے 'ہسپانیہ اور پرتگال' میں بہت سے الفاظ مثال کے طور پر پیش کئے ہیں جو عربی سے مشتق ہیں۔ ہسپانوی زبان میں ایک چوتھائی الفاظ اور پرتگال زبان میں تقریباً تین ہزار الفاظ عربی سے ماخوذ ہیں عربی زبان کا اثر و نفوذ محض لاطینی زبانوں تک محدود نہ رہا بلکہ قدیم گالی، ہالینڈی، اسکینڈی سنوی، روسی، پولینڈ اور انگریزی زبانوں میں بھی بہت سے عربی زبان ملتے ہیں۔(56)

گستاؤلی بان "تمدن عرب" میں لکھتے ہیں کہ اہل عرب نے اقوام یورپ کو بالعموم اور لاطینی اقوام کو بالخصوص شاعری کی اصناف سکھائی یا پاپائے روم سلفرڈ دوم عربی وزن و قافیے پر قصائد کہا کرتا۔ اسی طرح ہسلی کے بادشاہ فریڈروک ثانی نے عربی میں بہت سے قطعات لکھے۔ یورپی طرز تعمیر پر بھی عربوں نے گہرا اثر ڈالا۔ اس کا اعتراف مشہور فرانسیسی مصنف موسیو گستاؤ لیبان نے بھی کیا وہ لکھتا ہے "عربوں کا اثر یورپ کے فنون و حرفت پر اور علی الخصوص طرز تعمیر پر واضح اور بلاشبہ ہے۔" مزید لکھتا ہے کہ یورپ کا گاتھک (Gothic) طرز تعمیر اگرچہ اس شکل میں آگیا ہے کہ اس میں اور عربی طرز تعمیر میں کوئی واضح مشابہت باقی نہیں رہتی لیکن ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ یورپ نے عربوں سے بہت کچھ تعمیر کی باریکیاں حاصل کی ہیں۔(57) ڈاکٹر یوسف قرضاوی مغرب پر اسلامی تہذیب کے اثرات کا وسیع تجزیہ پیش کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ یورپ کے اخلاق پر بھی عربوں نے گہرا اثر ڈالا۔ جدید یورپ نے تحمل، بردباری، رواداری، احترام نسواں عربوں سے سیکھے۔ یورپ کے عیسائیوں نے اپنی وحشیانہ معاشرت چھوڑ کر بہادرانہ خلاق اپنائے۔ آج تقریباً دنیا ہر ملک میں بڑے باغات اور سیر گاہوں میں کتب خانے اور مطالعہ گاہیں قائم کرنے کا رواج، اس کی طرح بھی سب سے پہلے مسلمانوں نے ہی اندلس اور بغداد وغیرہ میں ڈالی۔(58) گویا مسلمانوں نے نہ صرف یورپ کو تعمیر و فن کے نئے انداز سے متعارف کرایا بلکہ اخلاقیات اور معاشرت میں وحشی اقوام کو متمدن بنا دیا۔

مسلم مالک پر تہذیب مغرب کے اثرات:

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کے مطابق تہذیب و ثقافت دراصل تعلیم کا نتیجہ ہوتی ہے گرچہ مادی وسائل بھی اہم ہیں مگر اولین حیثیت تہذیب و تمدن کے باب میں تعلیم وافکار کو حاصل ہوتی ہے تبدیلی جو بھی پیدا ہوتی ہے وہ لوگوں کے دل و دماغ میں پیدا ہوتی ہے جوں جوں مغرب سے یہ نئے افکار آتے گئے وہ تہذیب و تمدن اور تعلیم پر اثر انداز ہوتے گئے عامۃ الناس کو بھی انہی افکار نے متاثر کیا۔ اوائل انیسویں صدی میں مسلمانوں نے مختلف مغربی طاقتوں سے سابقہ پڑا تو مغربی تہذیب و ثقافت کے بارے میں مسلمانوں کے تین رویے عموماً سامنے آئے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ایک رویہ قدیم روایت کے حامل علمائے کرام کا تھا جنہوں نے انتہائی اخلاص و ہمدردی سے اپنے آپ کو مسجد، مدرسہ، خانقاہ میں محفوظ پناہ گاہ میں بند کر لیناہی اسلامی تہذیب و تمدن کی بقاو تحفظ کا ضامن جانا۔ مسلمانوں کی مغربی تمدن کے منفی اثرات سے محفوظ رکھا مگر تحفظ کے یہ جزیرے تہذیبی استیلاء کے بڑھتے سمندر میں گھرتے چلے گئے اور بیسویں صدی کے وسط سے زوال شروع ہو گیا۔ دوسرا رویہ مغرب کے سامنے کامل سپر دگی اور ہم آہنگی کا تھا برصغیر میں اس کو پذیرائی ملی ابتداء ان کے اثرات محدود رہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس رویے کے علم برداروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا نظر آیا۔ تیسرا رویہ آزادانہ اخذ و استفادہ اور معتدل رویہ تھا جس کے سب پر نمایاں اور مؤثر داعی حکیم الامت علامہ اقبال تھے انہوں نے مغربی تہذیب کی مثبت چیز کو سراہا اور منفی چیز پر نہ صرف دلائل سے تنقید کی بلکہ اس کے منفی نتائج و مضر اثرات سے بھی باخبر کیا۔ ان تینوں رویوں سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں کہ بیسویں صدی عیسوی کی اسلامی فکر اس تیسرے رویے کے ظہور سے عبارت ہے کیونکہ یہ متوسط نقطہ نظر کی دعوت دیتا ہے۔[59]

نیز ڈاکٹر یوسف قرضاوی جدید لاء کے مفکرین پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آج سیکولرازم کے حوالے سے لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ریاست کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں یہ بات درست نہیں لوگوں کا مذہب سے تعلق ہے، ریاست ہی اسلام کی محافظ ہے۔[60] اسلامی دین اور شریعت پورے معاشرے کی اساس ہے۔ بلکہ پوری تہذیب کی اساس ہے۔[61]

اسلام اور مغرب کی تہذیبوں کا تصادم:

انسانی تاریخ کی دو طاقتور تہذیبیں مغربی تہذیب اور اسلامی تہذیب اس وقت برسرپیکار ہیں یہ دونوں تہذیبیں اپنی وسعت، جامعیت اور عسکری قوت کے اعتبار سے انسانی تاریخ کی نمایاں ترین تہذیبیں ہیں جتنا اثر و رسوخ اور تاثر ان دونوں تہذیبوں کو حاصل رہی ہے کسی اور تہذیب کو نہیں رہی۔ یہ دونوں تہذیبیں فکر و فلسفہ پر مبنی ہیں دونوں کی پشت پر افکار و نظریات کا ایک پورا نظام موجود ہے۔ ان دونوں تہذیبوں نے جو علوم اور حکمت و دانش پیدا کیے وہ پوری طرح ان دونوں تہذیبوں کے مؤید اور مواضع ہیں۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کے مطابق آج مغربی تہذیب ان تمام میدانوں میں بہت غالب اور بالادست معلوم ہوتی ہے اس کے مقابلے میں اسلامی تہذیب کو وہ بالادستی حاصل نہیں ہے۔ اسلامی تہذیب کا دفاع کرنے والی آوازیں کبھی کبھی حکمرانوں کی طرف سے مگر زیادہ تر عامۃ الناس کی طرف سے اٹھتی ہیں ان آوازوں کو خاموش کرانا اہل مغرب کا معمول ہوتا ہے۔ یہ کشمکش برابر کی سطح پر نہیں ہے۔ دونوں فریقین کے مادی مسائل میں زمین و آسمان کا فرق ہے البتہ دونوں تہذیبیں اس اعتبار سے برابر ہیں کہ وہ ان دونوں تہذیبوں کے مؤیدین اس عزم وارادے سے بھرپور ہیں جو ارادہ و عزم کسی قوی تہذیب کے پیروکاروں میں پایا جاتا ہے ایک اعتبار سے اسلامی تہذیب کو بالادستی آج بھی حاصل ہے وہ ہے اخلاقی بالادستی۔ افکار و نظریات کی جامعیت کی بالادستی۔ وہ افکار و نظریات میں ہم آہنگی اور ایک جہتی کا پہلو ہے یہ امتیازات اہل مغرب کو حاصل نہیں ہے یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مغربی تہذیب کی پیش قدمی دنیائے اسلام میں جب بھی ہوئی تجارت اور اقتصادی خوشحالی کے نام پر ہوئی اس کے برعکس اسلامی تہذیب کی دنیائے مغرب و مشرق میں جب بھی پیش قدمی حاصل ہوئی اور وہ اخلاق کردار اور روحانی مقاصد کے نام پر ہوئی۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی مسلمانوں کی عصری حالت کا جائزہ اپنی ایک تقریر میں یوں پیش کیا ہے:

10th centuary saw the deciline of muslim Intellectual tradition and they were left far behind. Indifferent attitude of Muslim secholars towards critical analysis of traditional gradually deprived them of the new treasure of knowledge and vision. Backwardness in art and culture as well as intellectual pursuits lot to economic down full of muslims.[63]

ڈاکٹر یوسف قرضاوی اسلام اور مغرب کی تہذیبی کشمکش کو یوں بیان کرتے ہیں کہ آج مغرب و اسلام دو متحارب کیمپوں میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ اگرچہ اسلام و مغرب کا یہ محاربہ نیا نہیں، لیکن کیمونزم کے زوال اور سویت یونین کی شکست و ریخت نے کرہ ارض کو ایک قطبی دنیا میں بدل دیا۔ اب یہاں ایک ہی قوت کی بالادستی ہے ایک ہی نظریہ و فلسفہ بزور شمشیر دنیا میں نافذ کیا جارہا ہے گویا دنیا کی قوتوں نے اس تلخ حقیقت کو تسلیم کر لیا اور آج کی بالادست قوتوں کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے البتہ دنیائے اسلام کے خاکستر سے کہیں کہیں دبی چنگاریاں چمکتی دکھائی دیتی ہیں جو وقتاً فوقتاً اپنے وجود کا احساس دلاتی رہتی ہیں اس صورت حال کے بطن سے جو نیا عالمی نظام جنم لے رہا ہے اس کی فکری تشریحی و توضیح اور فلسفیانہ توجیہ کا کام مغربی مفکرین زور و شور سے کر رہے ہیں کہیں تہذیبوں کے تصادم کے ضمن میں آخری کامیابی کا خواب دیکھا جارہا ہے اور کہیں تاریخ کے خاتمہ کی صورت میں استعماری عزائم کو علمی رنگ دیا جارہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام و مغرب ناگزیر تصادم کی طرف بڑھ

رہے ہیں یہ تصادم دنیائے اسلام کی طرف سے نہیں ہے یہاں سے تو تعاون، تعایش، ہم آہنگی کی بلکہ بعض صورتوں میں مکمل سپردگی کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ تصادم کی دعوت اکثر و بیشتر مغرب کی طرف سے آرہی ہے اس صورت حال میں ہم نہ مکمل علیحدگی کا اور لاتعلقی کا رویہ اپنا سکتے ہیں نہ مکمل سپردگی کا نیز یہ واضح نہیں ہے کہ اس تصادم کا میدان کیا ہوگا؟ ظاہر ہے کہ عسکری تصادم نہ اسلام کے مفاد میں ہے نہ مغرب کے۔ مشرق سے زیادہ مغرب میں عسکری تصادم کے خلاف آوازیں اٹھ رہی ہیں ۔ تصادم کا ایک ممکنہ میدان معاشی ہو سکتا ہے لیکن معاشی میدان میں تصادم کی بجائے عادلانہ مسابقت کے لیے مثبت منزل کی طرف جانے کا محفوظ راستہ ہے۔ اسی کے لیے دنیائے اسلام کو تیار رہنا چاہیے۔ (64)

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کے نزدیک یہ صورت حال اس اعتبار سے اور زیادہ گھمبیر ہو جاتی ہے کیونکہ مسلم معاشرہ میں علمی و فکری دائرہ میں جمود کے مقابلہ میں غیر مسلم دنیا میں علم و تحقیق کا عمل نہایت تیز رفتار اور اکثر صورتوں میں جارحانہ ہے۔ بلاشبہ مسلم اہل علم اور اداروں کے لیے آج کے حالات میں یہ ایک بڑا چیلنج ہے۔ (65) گویا مسلمانوں کی حالت زار کی وجوہات کی علمی و تحقیقی میدانوں میں پسپائی اختیار کرنا علمی و فکری تجدید کی ضرورت امر ناگزیر ہے۔

مغربی تہذیب سے استفادہ کا طریقہ کار اور مسلم امہ کی ذمہ داریاں:

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ (66) کا لقب عطا کیا۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی کے مطابق امت مسلمہ ایک دینی پیغام کی علمبردار ہے یہ وہ بین الانسانی جماعت ہے جو اس پیغام حق پر ایمان بھی رکھتی ہو اور عمل بھی کرتی ہو۔ (67) گزشتہ ڈیڑھ سو سال کے دوران جب سے دنیائے اسلام اختلاف کا شکار ہے بڑی تعداد میں مسلمانوں نے ترک وطن کر کے دیگر غیر اسلامی ممالک میں بسنا شروع کر دیا۔ امریکہ، افریقہ اور یورپ وغیر میں بڑی تعداد میں مسلمان جا جا کر بس رہے ہیں ان میں خاص تعداد اہل علم و دانش کی ہے جو مسلم ممالک کے وسائل و اخراجات پر اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے غیر مسلم ممالک کو مستفید کر رہے ہیں مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبد اللہ بن باز کی رائے کے مطابق یہ ترک وطن جائز نہیں ایسے ہی خیالات کا اظہار وقتاً فوقتاً دینی حلقوں کی طرف سے ہوتا رہتا ہے ان تارکین وطن میں اکثریت اپنا دینی تشخص کھو بیٹھتے ہیں ایک پست کے بعد دوسری پست نے وہاں کی ثقافت کو قبول کر کے اپنا اسلامی تشخص کھو دیا جنوبی افریقہ میں بھی یہی ہوا۔ آج وہاں ایک بھی مسلمان دیکھنے کو نہیں ملتا۔ (68)

فقہاء کرام نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے اور صحابہ کرام ψ کے دور کی مثالوں کو سامنے رکھ کر یہ بتایا کہ مسلمان کسی غیر مسلم معاشرے میں عارضی یا مستقلاً کیسے جائیں؟ اگر جائیں تو یہ عزم کریں کہ وہاں دین کا پیغام عام کریں گے اور خود بھی بطور مسلم کے زندگی گزاریں گے تو وہاں کے معاشرے میں بسہولت ایک مسلم معاشرے کی تشکیل کے عظیم الشان کام کا آغاز کر سکے ہیں۔ (69) اللہ کی کتاب اور اس کی عطا کردہ حکمت کے ذریعے ہی ملت کا اعتبار قائم ہو سکتا ہے علم و حکمت کے ذریعے دو قسم کی کامیابیاں ہیں ایک انعام سے مسلمانوں کی زندگی میں جمال اور پاکیزگی کی شان پیدا ہوتی ہے اور دوسرے انعام سے جلال اور دنیوی شکوہ حاصل ہوتا ہے۔ (70)

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کے مطابق اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب کی کشمکش بظاہر حوصلہ شکن معلوم ہوتی ہے لگتا ہے کہ شاید مستقل کی لگا میں مسلمانوں کے ہاتھ سے چھوٹ چکی ہیں مگر بطور جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہے اس پوری کشمکش کے دوران مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ عامۃ الناس کی بہت بڑی تعداد نہ صرف پر امید رہی ہے بلکہ ان مصائب و تکالیف کے سمندروں سے گزرنے کے نتیجے میں ان کا ایمان پہلے سے قوی تر ہوا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی ایک بہت بڑی تعداد از سر نو اسلامی شریعت پر ایمان اور شریعت کے از سر نو نفاذ کے لیے اپنے عزم میں کسی بھی دوسرے پر جوش مخلص مسلمان سے کم نہیں ہے (71) ڈاکٹر غازی علامہ اقبال کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آج دنیا میں نقش نو کی ضرورت ہے اس لیے کہ جینوا کے کفن چوروں سے کسی بہتری کی امید نہیں۔ جینوا میں سوائے مکر و فن کے اور کیا ہے۔ (72) ڈاکٹر یوسف قرضاوی مسلمانوں کو از سر نو معاشرے اور امت مسلمہ کی تجدید نو کی جانب ابھارتے ہوئے لکھتے ہیں:

"To set priorities for restructuring of muslim society and institutions today,s muslim have to be guided by a more profound understanding of both scriptural foundations of Islam relevant to politics and statecraft as well as the contenmporary political and constitutional paradigm." (73)

گویا آج اسلامی معاشرے کی تشکیل نو اور تعمیر نو کی ضرورت ہے جس تعمیر کی بنیادیں شریعۃ الاسلامیہ پر ہوں ساتھ ہی ساتھ عصری، سیاسی، اور ادارتی پہلوؤں کو بھی ساتھ لے کر چلا جائے۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی فی زمانہ تہذیبوں کے تصادم کا حل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آج بین الاقوامی طور پر تہذیبوں کے درمیان مکالمے کی ضرورت ہے تاکہ اس خلیج کو پار کر کے امت مسلمہ اپنے پیش آئندہ مسائل کا حل نکال سکے۔

"ولایمکن إنقاذ البشرية من هذا المصير إلا عن طريق الحوار السلمى المستمر بين الحضارات و اتباع الديانات كما

لا يمكن معالجة كثير من المشكلات والقضايا التى تواجهها إلا نسانيه بأسرهاء إلا عن طريق حوار يتمتع بالحرية والمساواة بين المتحاورين .فالحوار هو السبيل الوحيد للتعاون بين الحضارات والتعايش الاجتماعى والاقتصادى والمساهمة فى السلام العالمى والاسهام فى حل الاشكاليات العالمية"(74)

گویاڈاکٹر یوسف قرضاوی کے مطابق سماجی اقتصادی اور بقائے باہمی نیز دنیا میں قیام امن صرف پر امن مذاکرات سے ہی ممکن ہیں۔ مسلم ممالک دیگر اقوام عالم کے ساتھ ان مسائل کا حل تلاش کریں تہذیبوں اور مذاہب کے درمیان کشمکش کا حل محض برابری کی سطح پر مذاکرات سے ہی ممکن ہے۔ نیز امت مسلمہ عالمی مسائل کے حل کے لیے اپنا خصوصی کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

خلاصۃ البحث:

تہذیبوں کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہر تہذیب اپنے زمانہ عروج میں ترقی کی حدوں کو پالینے کی خوش فہمی میں مبتلا رہی وہ سمیری تہذیب ہو یا مصری۔ فونیقی تہذیب ہو یا یونانی، ایرانی تہذیب ہو یا بازنطینی ہر اک نے اپنے زمانہ عروج میں لازوال ہونے کا دعویٰ کیا۔(زوال روس) کے بعد مغربی تہذیب کے مفکر فوکویاما کے نظریہ اختتام تاریخ کے مطابق روس کا زوال دراصل جمہوریت لبرل ازم، سرمایہ داری اور سیکولر ازم کی فتح ہے۔ اشتراکیت اپنی توانائی کھو چکا اب مغرب نے فطرت کو تسخیر کر لیا اپنی ذہنی صلاحیتوں کی بناء پر سائنس اور ٹیکنالوجی کی بلندیوں کو چھو لیا ان کے مقابلہ میں کوئی اور تہذیب و تمدن باقی نہیں لہذا اب تاریخ کا خاتمہ ہو گیا مگر یہ نظریہ خود اہل مغرب نے مسترد کر دیا۔ آج دنیائے اسلام کی بقاء، اسلام تہذیب کا تسلسل اور اسلامی ثقافت کا تحفظ جس چیز کا تقاضا کرتا ہے وہ اسلامی شریعت کی حکمت اور مقاصد کا صحیح منہج ہے ان مقاصد اور حکمتوں کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں یا پیدا کی جارہی ہیں یا مختلف اسباب سے مسلمانوں کے ذہنوں میں جنم لے رہی ہیں ان کی تردید وضاحت کی جائے مستقبل کے لیے ایسا لائحہ عمل تشکیل دینے کی ضرورت ہے جس کی روشنی میں مسلمان اسلامی شریعت اور تقاضوں کے تحت زندگی بسر کر سکیں انفرادی واجتماعی زندگی نیز بین الاقوامی تعلقات کو بھی منظم و منضبط کرنے کی ضرورت ہے۔

تہذیبوں کا تقابلی مطالعہ، تصادم اور مفاہمت عصر حاضر کا اہم ترین مسئلہ ہے بلاشبہ موجودہ کشمکش میں اسلام وقت کی کسوٹی پر ہے دنیائے اسلام کو اپنی کلیدی اقدار کی شناخت اور از سر نو تعین، دنیا میں اپنے مناسب مقام کے حصول کی جدوجہد اور اس کے ساتھ ساتھ مغرب اور اسلام کے تقابلی مطالعہ اور موازنے کے متعلق سنگین چیلنج کا سامنا ہے کیونکہ بعض مغربی دانشوروں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سویت یونین کی شکست وریخت کے بعد اب مغرب کا اگلا نظریاتی چیلنج اسلام ہے۔ چنانچہ لازم ہے کہ ان دونوں تہذیبوں کے حقیقی عناصر کو اس طرح واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک طرف تو یہ تہذیبیں اپنی انفرادیت برقرار رکھیں دوسری طرف ہر قسم کی غلط فہمیوں سے نکل کر امن و محبت، باہمی رواداری، بقائے باہمی، انسانی حقوق کی بالادستی، بین المذاہب امن اور تہذیبی سنگم کی طرف لوٹ آئیں۔

فرانسیسی زبان میں سیکولرزم کے لیے "Laique" لفظ معمل ہے جیسا کہ فرانسیسی زبان میں تحریر دستور کی عبارت سے واضح ہے۔ معروف مسلم محقق ڈاکٹر یوسف قرضاوی سیکولر اور سیکولرزم کا معنی و مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "سیکولرزم کے لیے عربی زبانی میں "علمانیہ" کا لفظ مستعمل ہے جو کہ انگریزی سیکولرزم (Secularism) فرانسیسی (Secularite) یا (Laique) کا ترجمہ ہے۔ مگر یہ ترجمہ غلط ہے اس لیے کہ لفظ علم یا اس کے مشتقات کا سیکولرزم سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ علم کا مترادف انگریزی اور فرانسیسی میں "Science" ہے، جو مسلک یا فکر سائنس کی جانب منسوب ہوا سے "Scientism" کہا جاتا ہے، اور علم کی جانب نسبت ہو تو انگریزی میں اسے Scientific اور فرانسیسی میں "Scientivique" کہا جاتا ہے۔ عربی زبان کے لحاظ سے علمانیہ میں الف نون کا اضافہ بھی قواعد کے خلاف ہے اور سماعی ہے مثلاً رب کی جانب نسبت کر کے ربانی کہا گیا۔ بعد میں متاخرین کے یہاں روحانی، انسانی اور نورانی کے الفاظ بھی مستعمل ہوئے اور اب دور جدید میں عقلانی، شخصانی اور علمانی کی مصطلحات وجود میں آگئی ہیں۔ بہر حال سیکولرزم کا صحیح ترجمہ لادینی یا دنیاوی ہے۔ دنیاوی نہ صرف ان معنوں میں کہ یہ اخروی کے بالمقابل ہے۔

ڈاکٹر قرضاوی "سیکولرزم کے عرب دنیا میں معانی و مفاہیم کے اعتبار سے اپنے نقطہ نظر کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ علمانیت (لادینیت) کے لفظ کا استعمال عربی زبان میں نیا ہے۔ یہ ہمارے دور کی ایک جدید اصطلاح ہے۔ اس میں یائے مشددہ نسبت کے لیے ہے اور الف و نون زائد ہیں۔ بعض لوگ علم کی طرف نسبت کر کے اسے عین کے زیر کے ساتھ "عِلمانیت" بولتے ہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے۔ جبکہ بعض لوگ "عَلمانیت" عین کے زبر کے ساتھ کہتے ہیں یعنی علم کی طرف نسبت کر کے جو کہ عالَم یعنی دنیا کے معنی میں ہے۔ مجمع اللغۃ العربیہ کی تیار کردہ المعجم الوسیط میں یہی تلفظ ہے۔ بہر حال علمانیت کے عین پر زبر ہو یا زیر یہ لفظ مغربی زبانوں سے ترجمہ کیا گیا ہے مگر یہ ترجمہ لادینیت ہونا چاہیے تھا کیونکہ مغربی زبانوں میں سیکولرزم کے معنی ہی ایسے امر کے ہیں جو دینی (مذہبی) نہ ہو، یعنی لادینی ہو۔ مگر عرب ممالک میں اس کا ترجمہ علمانی یا مدنی اس لیے کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کے مذہبی جذبات متاثر نہ ہوں۔ غرض جس طرح لفظ سیکولرزم غیر زبانوں کا لفظ ہے اسی طرح علمانیہ بھی، خواہ عین کے زبر سے ہو یا زیر سے، عربی زبان میں ایک دخیل لفظ ہے اور اس کے مفہوم و معنی ایسے امر کے ہیں جو دین کے بالمقابل ہو۔ اس اعتبار سے علمانی وہ ہو گا جو دینی نہ ہو اور اس کا مقابل

دینی ہو گا۔ اور علمانیت (لادینیت) کا متفقہ مفہوم یہی ہو گا کہ حکومت اور سماجی زندگی کا مذہب سے لاتعلق ہونا اور مذہب کا تعلق محض فرد کے ضمیر سے ہونا اور اس کو ایسا مخصوص تعلق قرار دینا جو صرف خدا اور بندے کے درمیان ہو۔ اور اگر انسان کبھی اس کا اظہار بھی کرے تو صرف عبادات، نکاح اور موت وغیرہ جیسے مواقع کے لیے مخصوص مراسم کے ذریعہ کرے۔"

اسلام میں "سیکولرزم" کی حیثیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، وہ لکھتے ہیں کہ "صاف ظاہر ہے کہ اس مفہوم و معنی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام میں سرے سے انسانی زندگی کے معاملات کی یہ تقسیم ہی نہیں کہ زندگی کے یہ امور دینی ہیں اور یہ غیر دینی۔ دین و دنیا کی تقسیم ہی غیر اسلامی، اور مسیحی مغرب سے درآمد شدہ ہے۔ اور جو ہمارے معاشرے میں بعض اداروں اور لوگوں کے بارے میں دینی اور غیر دینی کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں، اس تقسیم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ تاریخ اسلام میں آخری دور تک یہ تقسیم وجود میں نہیں آئی تھی کہ تعلیم کے ایک حصہ کو دینی تعلیم کہا جائے اور اس کے دوسرے حصہ کو غیر مذہبی تعلیم کہا جائے۔ کچھ ایسے افراد ہوں جنہیں مذہبی لوگ یا رجال دین کہا جائے اور دوسرے لوگ رجال علم، اہل سیاست اور اہل دنیا کہلائیں۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کا نتیجہ بحث یہ ہے کہ علمانیت (لادینیت) مغربی سوغات ہے، یہ ہماری زمین کی پیداوار نہیں۔ ہمارے عقائد اور فکری مسلمات کے ساتھ اس کا نباہ نہیں ہو سکتا۔" خلاصہ بحث یہ ہے کہ یہ بات اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ ہر مذہب یا فکر اپنا ذخیرہ الفاظ و اصطلاحات رکھتی ہے، اور الفاظ کی نسبت اصطلاحات میں فکری و تہذیبی رنگ زیادہ پایا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ غیر اسلامی مذاہب و افکار کی اصطلاحات کو دین کے دائرے میں استعمال کرتے وقت احتیاط کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ کسی بھی اصطلاح کی تہذیبی و فکری پس منظر کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ تہذیب یا مذاہب زندہ ہو اور نہ صرف زندہ ہو بلکہ غالب تہذیب کے طور پر قائم ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ تہذیب یا مذہب اپنا دم تم کھو چکا ہو جیسے مذہب زرتشتیت وغیرہ، ایسے مذاہب کی اصطلاحات مثلاً نماز، روزہ وغیرہ کو دین اسلام میں صلوٰۃ اور صوم وغیرہ کے متبادل کے طور استعمال کیا جا سکتا ہے کیوں کہ یہ اصطلاحات اپنا تہذیبی پس منظر کھو چکی ہیں۔ مگر اس کے برعکس زندہ اور غالب تہذیب کی اصطلاحات کا دین اسلام کے دائرہ میں استعمال دین کے اصولوں پر اثر انداز ہو سکتا ہے، جیسا کہ دین اسلام کے دائرے میں خلافت کی بجائے جمہوریت کی اصطلاح کا استعمال پورے دینی ڈھانچے کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہو گا، یہی وجہ ہے کہ زیر بحث اصطلاحات سیکولر اور سیکولرزم کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، البتہ اردو زبان میں ان کے ترجمہ کی بجائے سیکولر اور "سیکولرزم" کا جوں کا توں استعمال مناسب رہے گا جیسا کہ ڈاکٹر بستوی کی رائے ہے۔ کیوں کہ ان اصطلاحات کے اس طرح تورد کی وجہ سے اردو زبان میں ان کی اجنبیت قائم رہے گی اور اس کے اردو زبان میں ترجمہ کا قضیہ بھی حل ہو جائے گا۔

سیکولرازم کی حقیقت یہ ہے کہ جس طرح کسی مسلم ملک پر کوئی ہندو ملک قبضہ کر لے اور ہندومت سے ماخوذ سیاسی اور معاشی تعلیمات کو آفاقی تعلیمات کے طور پر پیش کرنا شروع کر دے تو کیا اس ہندو تہذیب کے افکار و نظریات کو عالمی و آفاقی اقدار روایات کے طور پر قبول کر لیا جائے گا؟ اسی طرح عیسائی کے تہذیبی غلبہ کی وجہ سے عیسائیت کے سیاسی، معاشی اور تعلیمی رجحانات کو سیکولرزم کے نام پر قبول کیا جا سکتا ہے؟ جس کا جواب یقیناً 'نہیں' میں دیا جائے گا۔ اسی طرح آج مغربی تہذیب دہریت والحاد کو سیکولرزم کے نام پر امت مسلمہ کے لیے قابل قبول بنانا چاہتی ہے۔ سیولرزم کا ترجمہ غیر مذہبی کیا جائے یا دنیاوی، ہر دو صورتوں میں معاشرہ میں دین کی سیاسی، معاشی تعلیمی اور اخلاقی تعلیمات معطل ہو کر رہ جائیں گی۔ کیوں کہ جب سیاسی، معاشی اور تعلیمی کے ساتھ ساتھ مسلمان اجتماعی زندگی میں اسوہ نبوی ﷺ سے رہنمائی نہیں لے گا۔ جب کہ رسول اکرم ﷺ نے زندگی کے تمام سیاسی، معاشی اور معاشرتی کے ساتھ دیگر اجتماعی شعبوں میں حصہ لے کر ہمارے لیے نظیر قائم کر دی کہ دنیا کا کوئی بھی پہلو دین سے باہر نہیں ہے۔ دوسرا نقصان یہ ہو گا کہ دین کے سوا کسی نہ کسی فکر یا نظام کو اپنا مشعل راہ بنایا جائے گا اور وہ یقیناً دین اسلام اور اسوہ نبوی کے سوا ہو گا۔ اس سے انسان کی شخصیت دوئی کا شکار ہو جائے گی کہ فکر اور عقیدہ کچھ رکھتا ہے مگر وہ اپنی عملی زندگی کسی اور نظریہ کے تحت گزار رہا ہے۔ اس طرح اس کی زندگی تضادات کا شکار ہو کر رہ جائے گی۔ گویا اسلام جن بتوں کو توڑنے آیا تھا انہی بتوں کو انسان اپنے ذہنوں میں سجالے کیوں کہ غیر اللہ کے نظام یا فکر کی تعظیم و تقدیس اور اس کی مرعوبیت ایک مسلمان کے لیے کسی بت پرستی سے کم نہیں ہے۔ اس طرح مغرب میں سیکولرزم کی وجہ سے عیسائیت کی تعلیمات معطل ہو کر رہ گئی ہیں اسی طرح اسلام کی صورت بھی مسخ ہو کر رہ جائے گی۔

تجاویز و سفارشات:

- مغربی افکار و نظریات سے قطعاً مرعوب نہ ہوا جائے۔ مغربی افکار و نظریات کو پرکھنے میں معتدل راستہ اپنانے کی ضرورت ہے۔
- مغربی افکار اور فلسفہ مغرب اور ان کے نظریات کا باریک بینی اور دقت نظری سے مطالعہ کیا جائے مغربی تہذیب کے کمزور پہلوؤں کی نشاندہی کر کے اسلامی تصورات اور اسلامی تہذیب کی برتری کو واضح کیا جائے۔

- جدید اسلامی فکر کی تاریخ اور مغرب کی تاریخ کا سنجیدہ، عمیق آزادانہ اور ناقدانہ مطالعہ کیا جائے۔
- عملی سفارشات کے ضمن میں ڈاکٹر یوسف قرضاوی کے نقطہ نظر تھا کہ مسلمانوں میں دو چیزیں نہیں ہونی چاہیں ا۔ مغرب کا رعب ۲۔ مغرب کا خوف۔ لہٰذا ان سے حتی الوسع بچنے کی ضرورت ہے۔
- مسلمانوں اپنی بنیادی اقدار کے بارے میں تصلب اور حمیت کا رویہ اپنائیں کیونکہ مغرب جس رواداری کا مبلغ ہوتا ہے اس کے اساسی تصورات، سیکولرازم، سوشل ڈیموکیسی کی وقتی اور سیاسی مصلحتوں پر مبنی ہیں۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کے مطابق جدید یورپی تہذیب وتمدن کے سلسلہ میں رد عمل کے طور پر کچھ اس سے متعدی مریض کی طرح دور رہنا چاہتے ہیں کچھ اس میں گم ہونا چاہتے ہیں بعض ایسے ہیں جو ابھی تک کچھ فیصلہ نہیں کر سکے۔ مگر صحیح رویہ بحیثیت مسلمان یہ ہے کہ ہم ہر چیز کو اپنے اصولوں پر جانچ لیں صحیح کو قبول اور سقیم کو رد کر دیں۔

حوالہ جات

1. فیروز اللغات (فارسی و اردو)، فیروز سنز، لاہور، ص: ۲۰۴
2. فتح پوری، فرمان علی، رافع اللغات، الفیصل ناشران و تاجران، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص: ۲۳۸
3. لوبیس معلوف، المنجد، (مترجم: بلیاوی)، لاہور، ص: ۱۱۲۲
4. Wellerstien, Inn anvel, Geopoliticis and geoculture, Camrige press, 1992, P:215
5. قرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، اسلام اور سیکولرازم ایک موازنہ، عالمی ادارہ فکر اسلامی، اسلام آباد، 1997، ص 123
6. قرضاوی، یوسف، معاصر اسلامی فکر، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد، 1997ء، ص 136
7. ایضا
8. اسلامی شریعت مقاصد و حکمت، ص: 17-18
9. قرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، اسلام اور سیکولرازم ایک موازنہ، ص 123
10. اسلام اور سیکولرازم ایک موازنہ، ص 38
11. اسلام کا نظریہ اعتدال اور اس کے اہم عناصر، ص 59
12. ایضا
13. الانبیاء 21: 16
14. بنی اسرائیل 17: 70
15. قرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، أهمية الحوار بين الحضارات فی تحقیق السلام العالمي، دار الفکر، بیروت، ص: 4
16. «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ أَوْ لِجَارِهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ» (احمد بن حنبل، المسند، 4 /
17. 453، رقم الحدیث: 12832)
18. قرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، اسلام اور سیکولرازم ایک موازنہ، ص 120
19. قرضاوی، یوسف، اسلام کا نظریہ اعتدال اور اس کے اہم عناصر، ایفا پبلیکیشنز نئی دہلی، 2014ء، ص 38
20. قرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، مسلم معاشرے پر سیکولرازم کے اثرات، دار الاشاعت، انڈیا، س ن، ص 76
21. ایضا
22. اسلامی شریعت مقاصد اور حکمت، ص: 22
23. Speech of Ghazi in Kazakistan 2006
24. قرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، أهمية الحوار بين الحضارات فی تحقیق السلام العالمي، رابطہ العالم الاسلامی، المؤتمر الاسلامی العالمی للحوار، جامعہ امام سعود، الریاض، 1429ھ، ص: 24
25. ایضا
26. قرضاوی، یوسف، معاصر اسلامی فکر، ص 130
27. ایضاً، ص: 381
28. قرضاوی، یوسف، معاصر اسلامی فکر، ص 64

29. عصر حاضر اور شریعت اسلامی، ص:163۔164
30. الحدید57: 25
31. اسلامی شریعت مقاصد و حکمت، ص:32
32. الحج22: 78
33. شبلی نعمانی، مولانا، شعر العجم، 1/1
34. قرضاوی، یوسف، معاصر اسلامی فکر، ص87
35. ایضا
36. ملاحظہ ہو تفصیل حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ، پانچویں بحث، ص29
37. speech in Kazakistan by Dr. Mamood Ghazi , vice president of International Islamic university of Pakistan 11 sep 2006
38. عصر حاضر اور شریعت اسلامی، ص:329
39. تفصیل ملاحظہ ہو، ڈاکٹر پکھتال، Islamic Culture
40. قرضاوی، یوسف، اسلام اور معاشی تحفظ، البدر پبلیکیشنز لاہور، 1999ء، ص:49
41. ایضا
42. قرضاوی، یوسف، تغیر پذیر حالات میں تفقہ کے تقاضے اور ہم، ایفا پبلیکیشنز نئی دہلی، 1992ء، ص37
43. قرضاوی، یوسف، اسلام کا نظریہ اعتدال اور اس کے اہم عناصر، ص29
44. ایضاً
45. عصر حاضر اور شریعت اسلامی، ص:164
46. ایضاً
47. محمود احمد غازی، علامہ اقبال اور تنقید مغرب، ص:34
48. ایضا، ص:38
49. خواجہ حمید، ڈاکٹر، شرح ضرب کلیم، نیاز احمد سنگ پبلی کیشنز، لاہور، 2005ء، ص:69
50. قرضاوی، یوسف، اسلام کا نظریہ اعتدال اور اس کے اہم عناصر، ص38
51. قرضاوی، یوسف، معاصر اسلامی فکر، ص120
52. عبد القیوم، حافظ، اسلام اور مغربی تہذیب کا تقابلی مطالعہ، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور جون 2013ء، 6/140۔141
53. تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ غازی محمود احمد، علامہ اقبال اور تنقید مغرب، ص:30
54. علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، بانگ درا، ص:274
55. اسلام اور سیکولرازم، ص137
56. قرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، یورپ پر اسلامی تمدن و ثقافت کے اثرات، ص:260
57. ایضا
58. گستاؤلی بان، تمدن عرب، ص:519
59. قرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، یورپ پر اسلامی تمدن و ثقافت کے اثرات، ص:348
60. قرضاوی، یوسف، اسلام کا نظریہ اعتدال اور اس کے اہم عناصر، ص 49
61. اسلامی شریعت مقاصد و حکمت، ص:81
62. ایضاً
63. قرضاوی، یوسف، مسلم معاشرے میں اسلام اور مغربیت کی کشمکش، ص112
64. Speech of Ghazi in Kazakistan 2006
65. قرضاوی، یوسف، اسلام کا نظریہ اعتدال اور اس کے اہم عناصر، ص77
66. ایضا
67. آل عمران3: 110
68. قرضاوی، یوسف، معاصر اسلامی فکر، ص49

69. ایضا
70. اسلام کا قانون بین الممالک، ص:205-206
71. اسلام اور سیکولرازم، ص97
72. ایضاً، ص:30
73. ایضا
74. Dr. Mamood Ghazi, the Islamic state in the contemporary International scenario policy perspective vol. 4, No. 2, P: 1
75. قرضاوی، یوسف، أهمية الحوار بين الحضارات فی تحقيق السلام العالمي، ص:22